حکمتِ سیّد مودودیؒ

جماعتِ اسلامی کا نصب العین اور طریقِ کار

(۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو جس مقصد کے لیے مبعوث کیا اور اپنی کتابوں کو نازل کیا وہ دینِ حق کو قائم کرنا ہے۔ ان کا اصل مقصد یہ رہا ہے کہ خلقِ خدا اپنے مالکِ حقیقی کے سوا کسی کے تابع فرمان نہ رہے، قانون صرف خدا کا قانون ہو، تقویٰ صرف خدا سے ہو، امر صرف خدا کا مانا جائے، حق اور باطل کا فرق اور زندگی میں راہ راست کی ہدایت صرف وہی مسلّم ہو، جسے خدا نے واضح کیا ہے اور دنیا میں ان خرابیوں کا استیصال کیا جائے جو اللہ کو ناپسند ہیں اور ان خیرات و حسنات کو قائم کیا جائے جو اللہ کو محبوب ہیں۔ یہ ہے دین اور اسی کی اقامت ہمارا مقصد ہے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسی کام پہ ہم مامور ہیں۔

اس کام کی اہمیت اگر آپ پوری طرح محسوس کرلیں اور اگر آپ کو اس بات کا بھی احساس ہو کہ اس کام کے معطّل ہوجانے اور باطل نظاموں کے دنیا پر غالب ہوجانے سے دنیا کی موجودہ حالت کس قدر شدت سے غضبِ الٰہی کی مستحق ہوچکی ہے، اور اگر آپ یہ بھی جان لیں کہ اس حالت میں غضبِ الٰہی سے بچنے اور رضائے الٰہی سے سرفراز ہونے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم اپنی تمام قوت خواہ وہ مال کی ہو یا جان کی، دماغ کی ہو یا زبان کی، صرف اقامتِ دین کی سعی میں صرف کردیں تو آپ سے کبھی دوسری بحثوں اور افکار کا صدور نہ ہو۔ اکثر لوگوں نے سوچے سمجھے بغیر سطحی اور جزئی تحریکیں جاری کر رکھی ہیں اور ان کو چلانے کے لیے زود اثر اور فی الفور نتیجہ منظرِ عام پر لانے والے طریقے اختیار کیے ہیں۔ وہ سب ہمارے

نزدیک چاہے غلط نہ ہوں، چاہے ان کی مذمت ہم نہ کریں، چاہے اُن کی اور ان کے پیچھے کام کرنے والے اخلاص کی ہم دل سے قدر کریں، مگر بہر حال ہم ان کو لاحاصل سمجھتے ہیں اور ہمیں پوری طرح یقین ہے کہ اس طرح تحریکیں اگر صدیوں بھی پوری کامیابی اور ہنگامہ خیزی کے ساتھ چلتی رہیں تب بھی نظامِ زندگی میں کوئی حقیقی انقلاب رُونما نہیں ہوسکتا۔ حقیقی انقلاب اگر کسی تحریک سے رُونما ہوسکتا ہے تو وہ صرف ہماری تحریک ہے اور اس کے لیے فطرۃً وہی طریقِ کار ہے جو ہم نے خوب سوچ سمجھ کر اور اس دین کے مزاج اور اس کی تاریخ کا گہرا جائزہ لے کر اختیار کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارا طریقِ کار نہایت صبر آزما ہے، سست رفتار ہے، جلدی سے کوئی نتیجہ اس سے رُونما نہیں ہوسکتا، اور اس میں برسوں لگاتار ایسی محنت کرنی پڑتی ہے جس کے اثرات اور جس کی عملی نمود کو بسا اوقات خود محنت کرنے والا بھی محسوس نہیں کرسکتا۔ لیکن اس راہ میں کامیابی کا راستہ یہی ہے، اس کے سوا کوئی دوسرا طریقِ کار اِس مقصد کے لیے ممکن نہیں ہے۔ جن لوگوں کو ہمارے مسلک اور طریقِ کار یا ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی اطمینان حاصل نہ ہو اُن کے لیے یہ راستہ تو کھلا ہوا ہے کہ ہم سے باہر جاکر اپنی صوابدید سے جس طرح چاہیں کام کریں۔ لیکن یہ اختیار کسی طرح نہیں دیا جاسکتا کہ بطورِ خود ان دونوں میں سے کسی ایک چیز میں جو ترمیم چاہیں کرلیں۔ ہمارے ساتھ جس کو چلنا ہے اُسے پورے اطمینان کے ساتھ ہمارے مسلک اور طریقِ کار کو ٹھیک سمجھ کر چلنا چاہیے اور جو شخص کچھ بھی میلان دوسری تحریکوں اور جماعتوں کی طرف رکھتا ہو اُسے پہلے ان راستوں کو آزما کر دیکھ لینا چاہیے۔ پھر اگر اس کا ذہن اس فیصلے پر پہنچے جس پر ہم پہنچے ہوئے ہیں تو وہ اطمینانِ قلب کے ساتھ ہمارے ساتھ آجائے۔ - دعوتِ اسلامی اور اس کے مطالبات ص ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۵۶ .... ایک طرف لوگوں کے سامنے یہ طریقِ کار ہے کہ ایک سال یا اس سے زیادہ مدت تک عوام سے چند آدمیوں کو پیہم تعلیم و تربیت دے کر خوب پختہ کرلیا جائے اور ان کے عقائد، اخلاق، اعمال، مقصدِ زندگی، معیارِ قدر و قیمت، ہر چیز کو پوری طرح بدل ڈالا جائے اور پھر ان کو مستقل کارکن بنا کر مزدوروں، کسانوں اور دوسرے عامی طبقوں میں کام کرنے کے لیے استعمال کیا جائے، اور دوسری طرف یہ طریقِ کار ہے کہ ایک قلیل مدت میں ہزاروں آدمیوں کو بیک وقت چند ابتدائی اُمورِ دین کی حد تک (یا دل خوش کُن اُمور کے سلسلے میں) مخاطب کیا جائے اور فوری طور پر ان میں ایک حرکت پیدا کرکے چھوڑ دیا جائے، چاہے دوسرے چکر کے وقت پہلی حرکت کا کوئی اثر

ڈھونڈے سے بھی نہ مل سکے۔ اِن دونوں طریقوں میں سے جب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ پختہ نتائج پیدا کرنے والے دیر طلب اور محنت طلب اور صبر آزما طریقے کو سُنتے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور دوسرے طریقے کی طرف بار بار دوڑ چلنے کی کوشش کرتے ہیں تو میرے سامنے مسلمانوں کی وہ کمزوریاں بالکل بے نقاب ہو جاتی ہیں، جن کی وجہ سے اب تک وہ خام کاریوں ہی میں اپنی قوتیں اور محنتیں اور مال اور اوقات ضائع کرتے رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ جب تک اس تحریک کی باگیں میرے ہاتھ میں ہیں میں اپنے رفقا کو صحیح اور نتیجہ خیز کاموں ہی پہ لگانے کی کوشش کروں گا۔ اور بے حاصل کوششوں میں جانتے بوجھتے اُن کو مشغول نہ ہونے دوں گا۔

(ایضاً۔ ص ۵۷، ۵۸)

---

(۲)

اپنا جائزہ لیجیے!

میں اِس وقت جماعتِ اسلامی کی بعض خصوصیات کی طرف اشارہ کروں گا۔ لیکن ان خصوصیات کے بیان کرنے سے مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ بالفعل جماعت کے ارکان کے اندر موجود ہیں، بلکہ یہ ہے کہ یہ آپ کے اندر ہونی چاہئیں اور آپ کا فرض ہے کہ آپ بار بار اپنا جائزہ لے کر دیکھتے رہیں کہ یہ آپ کے اندر موجود ہیں یا نہیں؟ اور اگر موجود ہیں تو کس حد تک؟ اور انھی کو آپ جماعت کے ساتھ وابستگی کے لیے معیار بنایئے۔ اگر یہ خصوصیات پورے طور پر موجود ہیں تو سمجھیے کہ جماعت کے ساتھ آپ کی وابستگی پوری ہے۔ اور اگر ناقص طور پر موجود ہیں تو سمجھیے کہ جماعت کے ساتھ آپ کا تعلق بھی ادھورا ہے اور اگر یہ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ جماعت کے ساتھ آپ کی وابستگی محض رسمی و ظاہری ہے۔ حقیقت سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔

۱۔ ان خصوصیات میں سب سے مقدم خصوصیت یہ ہے کہ موجودہ ماحول کے اندر آپ غربت کا احساس کریں۔ غربت سے میرا مقصد مال و اسباب کی کمی نہیں ہے۔ اس چیز کا احساس تو ایک مسلمان اگر وہ سچا مسلمان ہے، کبھی کرتا ہی نہیں۔ غربت سے میرا مقصد یہ ہے کہ موجودہ فضا میں آپ کو ہر جگہ اجنبیت کا احساس ہو۔ خاندان میں، سوسائٹی میں، قوم میں آپ کو اپنے ہمدرد و آشنا اور ہم خیال و ہم مشرب بہت کم نظر آئیں۔

آپ کو ہر مجلس میں احساس ہو کہ آپ جو کچھ چاہتے ہیں دوسروں کی چاہت اس سے مختلف ہے۔ آپ جو کچھ سوچتے ہیں، دوسروں کا فکر اس سے بالکل الگ ہے۔ آپ کا مذاق، آپ کا رجحان، آپ کا خیال اور آپ کا ارادہ ہر چیز دوسروں کے مذاق، رجحان اور خیال و ارادہ سے متباین بلکہ متصادم نظر آتے۔ آپ کو ایسا محسوس ہو کہ آپ خشکی کی مخلوق ہیں اور آپ کو سمندر میں ڈال دیا گیا ہے یا آپ سمندر کے جانور ہیں اور آپ کو خشکی میں پھینک دیا گیا ہے۔ دوسروں کو اپنی کامیابی کی راہیں بہت فراخ نظر آرہی ہوں مگر آپ کو اپنی کامیابی کی راہ رُوندی ہوئی ملے۔ دوسرے جس راہ پر چل رہے ہوں۔ وہ قافلوں سے بھری ہوئی ہو مگر آپ کو ہر راہ میں قلّتِ اعوان و انصار سے سابقہ پڑے۔ دوسروں کے لیے وسائلِ زندگی کے انبار لگے ہوتے ہوں مگر آپ کو سدِّ رمق کے چند خشک نوالے حاصل کرنے کے لیے بھی چوٹی کا پسینہ ایڑی تک پہنچانا پڑے۔ جب آپ موجودہ دُنیا میں اس طرح اپنے آپ کو مشکلات کے شکنجوں میں کسا ہوا پائیں اور آپ کے قریبی سے قریبی اعزّہ بھی ان مشکلات کے حل کرنے میں آپ کی کوئی مدد نہ کریں، بلکہ اُلٹے اُن میں اور زیادہ اضافہ کرنے کی کوشش کریں تب آپ سمجھیے کہ جماعت اسلامی کے مقاصد کا سچا شعور آپ کے اندر پیدا ہو گیا ہے اور اس کی علامتیں آپ کے ظاہر و باطن دونوں میں اچھی طرح اُبھر رہی ہیں اور اگر یہ باتیں نہ پائی جاتیں بلکہ جماعتِ اسلامی میں داخل ہونے کے بعد بھی اس ماحول کے ساتھ آپ کی سازگاری اور موافقت اسی طرح باقی رہے جیسی جماعت میں داخل ہونے سے پہلے تھی اور آپ کے پھیلے ہوئے تعلقات کے کسی گوشہ میں کوئی رخنہ اور خلل نہیں پیدا ہوا ہے۔ آپ کے احباب بدستور آپ سے خوش اور آپ کے اقربا حسبِ سابق آپ سے راضی ہیں۔ آپ کے معاش اور معیشت کی ساری راہیں پہلے کی طرح اب بھی کھُلی ہوئی ہیں اور کسی جہت سے آپ اجنبیت اور بے گانگی کا احساس نہیں کر رہے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے جماعتِ اسلامی کا صرف لیبل اپنے اُوپر لگا لیا ہے۔ اس کی حقیقت آپ کے دل کے اندر نہیں اُتری۔

اس چیز کو آپ جماعت کے ساتھ اپنی وابستگی کو جاننے کے لیے کسوٹی قرار دیجیے اور آپ میں سے ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر خود اپنا اندازہ کر کے فیصلہ کر لے کہ جماعت کے ساتھ اس کا تعلق حقیقی ہے یا محض ظاہری۔ ہم جن لوگوں کی تلاش میں ہیں۔ وہ پہلی قسم کے لوگ ہیں نہ کہ دوسری قسم کے لوگ۔ وہی لوگ ہیں جن کے لیے حدیث میں مبارک باد دی گئی ہے اور جن کی نسبت حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہی ہیں جو میرے بعد کے بگاڑ کی اصلاح کریں گے۔

۲ - دوسری خصوصیت جو مطلوب ہے اور جو درحقیقت پہلی خصوصیت ہی کا لازمی نتیجہ ہے، یہ ہے کہ آپ اپنی ساری وابستگی اور دلچسپی ان لوگوں کے ساتھ بڑھائیں جو اُصول و مقاصد میں آپ کے ساتھ متحد ہوں - اگر ان کی تعداد کم ہو تو اس کی پروا نہ کیجیے، انہی کی رفاقت اور نصرت کی قدر کیجیے، اگرچہ وہ آپ کے عزیز نہ ہوں، لیکن آپ اُن کو عزیزوں سے بڑھ کر عزیز رکھیے - اگرچہ وہ آپ کی قوم سے باہر کے ہوں، لیکن آپ کی عصبیت و حمیت ان کے لیے اپنی قوم سے بھی زیادہ ہو - اگرچہ وہ ہمیشہ سے آپ کے اور آپ کی قوم کے دشمن رہے ہوں - لیکن آج اگر انہوں نے اس حق کو قبول کر لیا ہے جس حق کو آپ نے قبول کیا ہے تو آپ کی طرف سے ان کے لیے صرف سچی دوستی ہی ہونی چاہیے - آپ ہر طرف سے کٹ کر اپنی ساری دلچسپیاں صرف ان کے اندر ڈھونڈیے - یہی آپ کے عزیز ہوں، یہی آپ کے دوست ہوں، یہی آپ کے دوست ہوں، یہی آپ کے غم خوار ہوں - ان کے سوا دوسروں کے ساتھ آپ کا تعلّق دوستی اور محبت کا نہ ہو، بلکہ صرف خیر خواہی اور خیر سگالی کا ہو، یعنی آپ اُن کو بھی اس حق سے آشنا کیجیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کھولا ہے -

آپ کا گھرانا اہلِ حق اور اہلِ ایمان کا گھرانا ہو - جن کا رشتہ حق کے ساتھ جتنا ہی ضعیف ہو، آپ کا رشتہ ان کے ساتھ اتنا ہی ضعیف ہونا چاہیے اور جن کا رشتہ ایمان کے ساتھ جتنا ہی مضبوط ہو، آپ کا رشتہ ان کے ساتھ اتنا ہی مضبوط ہونا چاہیے - اِس اُصول کو سامنے رکھ کر اپنی دوستیوں اور دشمنیوں کا پورا جائزہ لیجیے اور اگر کہیں آپ کو نظر آئے کہ آپ دوستی کے مستحق کے ساتھ دشمنی اور دشمنی کے حقدار کے ساتھ دوستی کا معاملہ کر رہے ہیں - تو اللہ کے ڈر سے اس کی اصلاح کیجیے - اگر آپ ایک اُصول کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں تو اس کے دشمنوں کے ساتھ آپ کی دوستی نہیں ہو سکتی - اس طرح جو لوگ اس اُصول سے دوستی رکھتے ہیں اُن کے ساتھ آپ کی دشمنی بھی خلافِ فطرت ہے - آپ نسل و نسب کے بُت کے پجاری نہیں ہیں - اور نہ آپ کو رنگ و خون کے امتیازات ہی سے کوئی دلچسپی ہے - آپ کی نفرت و محبت تو تمام تر اللہ اور رسولؐ کے تعلّق کے تابع ہے - جو لوگ اللہ و رسولؐ کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لیں، آپ ان کے بن گئے اور وہ آپ کے بن گئے - آپ کا اور ان کا مادّی رشتہ ہے، اخلاقی رشتہ ہے، اور روحانی رشتہ ہے - یہی معنی ہیں رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کے - اگر ایمان و اسلام کے رشتہ کے سوا کوئی اور رشتہ بھی آپ نے باقی چھوڑ رکھا ہے تو اس کی اصلاح کی کوشش کیجیے اور جلد سے جلد اس کو حق کے تابع کیجیے -

نہیں معلوم کب آپ کے سامنے آزمائش کی گھڑی آجائے اور وہ آپ سے مطالبہ کرے کہ حق کے لیے چچا بھتیجے کی گردن پر تلوار چلائے اور بھانجہ ماموں کے سینہ پر نیزہ مارے۔

باطل اور باطل کے تمام رشتوں سے قلبی انقطاع اصلی روحانی ہجرت ہے۔ جس کا آغاز اس دن سے ہو جاتا ہے جس دن ایک بندۂ حق ایک حق کو قبول کرتا ہے اور اس کی خاطر ایک باطل کو چھوڑتا ہے۔ آپ اس روحانی ہجرت کا عزم کیجیے اور اس راہ میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں ان پر قابو پانے کی مشق بہم پہنچایئے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے لیے پہلے سے کسی اہتمام کی ضرورت نہیں ہے جب وقت آئے گا وہ حق کے لیے بڑی سے بڑی قربانی بھی پیش کر دیں گے اور عزیز سے عزیز رشتوں پر مقراض بھی چلا دیں گے لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے، آزمائش کی گھڑیوں میں قلب و دماغ کو صرف وہی قوت کام دیتی ہے جو بالفعل موجود ہو اور جس کا ذخیرہ پہلے سے فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ جو لوگ اپنی فوج کو اس وقت ٹریننگ دیتے ہیں جب دشمن نے حملہ کر دیا ہو ان کے حصہ میں ناکامی کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔

۳۔ تیسری صفت جو آپ کو اپنے اندر پیدا کرنی ہے وہ اس کی مقابل صفت ہے یعنی یہ کہ جو لوگ اُصول اور مقصد میں آپ سے مختلف ہوں وہ آپ کو نرم چارہ نہ پائیں۔ وہ جب آپ کو ٹٹولیں تو انہیں محسوس ہو کہ اُن کے لیے آپ کے اندر انگلی دھنسانے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے آپ کو آلۂ کار نہ بنا سکیں۔ پہلی جماعت کے لیے آپ جتنے سادہ لوح، کریم النفس اور بھولے بھالے ہوں دوسری جماعت کے لیے آپ کو اسی قدر ہوشیار، بیدار مغز اور اُصول پرست ہونا چاہیے۔ ان کو آپ ہرگز اس بات کا موقع نہ دیں کہ وہ آپ پر اپنا رنگ چڑھا دیں اور آپ کو اپنے سانچے میں ڈھال لیں۔ جب تک آپ میں یہ صفت پیدا نہ ہو اس وقت تک نہ آپ کے اندر جماعت کے مقاصد کا صحیح شعور پیدا ہوا ہے اور نہ آپ میں وہ سیرت پیدا ہوئی ہے جو جماعتِ اسلامی کے پیشِ نظر مقاصد کی تکمیل کے لیے مطلوب ہے۔ قرآن مجید میں اہل ایمان کی جو تعریف کی گئی ہے کہ وہ "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" کفار پر سخت ہیں اس کے معنی یہی ہیں، جو لوگ اللہ کی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں ان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہو سکتی کہ وہ دشمن کے بگل پر بھی لفٹ رائٹ شروع کر دیں اور عارضی فوائد کے لیے اس کا کلمہ بلند کر دینے اور اس کی لڑائی لڑ دینے میں بھی کوئی حرج نہ خیال کریں۔ جو لوگ حق اور باطل دونوں کے ساتھ رشتہ رکھنا چاہتے ہیں، اُن کا رشتہ صرف باطل کے ساتھ رہتا ہے۔ حق اس قسم کی شرکت اور آلودگی کو گوارا نہیں کرتا۔ آپ

کی سیرت کی وہ ساری کمزوریاں جو آپ کے اندر باطل کو گھسنے کی راہ دیتی ہیں آپ کے ضعفِ ایمان کی دلیل ہیں اور اب جس زندگی کا آپ نے آغاز کیا ہے اُس کا اوّلین تقاضا ہے کہ آپ ان کمزوریوں کو دُور کرنے کی پوری کوشش کیجیے۔

یہ دو تین باتیں میں نے آپ کے سامنے کسوٹی کی حیثیت سے پیش کی ہیں۔ آپ ان کے اُوپر اپنے آپ کو جانچ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ آپ کا تعلق کس نوعیت کا ہے؟ محض زبان سے آپ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور دل آپ کا ابھی کوچوں میں ابھی آوارہ گردی کر رہا ہے، جن میں پہلے آوارہ گردی کر رہا تھا یا آپ دل اور زبان دونوں سے اس کے ساتھ ہیں۔

(رودادِ جماعتِ اسلامی، حصہ چہارم)

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں، ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں۔

(ادارہ)